خطبہ نکاح کا مقصد

(فرمودہ ۱۹۲۵ء) ؎۱

امۃ الرحیم صاحبہ بنت حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محترم مرزا برکت علی صاحب سپروائزر ابادان سے پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

چونکہ آج درس کا دن ہے اور مجھے کھانسی کی بھی شکایت ہے اس لئے اس موقع پر میں زیادہ نہیں بول سکتا لیکن اس قدر کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خطبہ نکاح کو آنحضرت ﷺ نے اس لئے مقرر فرمایا ہے تا مسلمانوں کو ان اغراض و مقاصد کی طرف توجہ ہو جو نکاح کی ہیں اور ان فرائض و ذمہ داریوں اور ثمرات اور نتائج سے آگاہ ہوں جو نکاح سے وابستہ ہیں۔

ہر کام جو انسان کرتا ہے اس کے تین پہلو ہوتے ہیں۔ اس کام کے کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔ پھر اس کام کے کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ پھر اس کام کا نتیجہ یا ثمر ہوتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ اس کام کی ذمہ داری ہوتی ہے جو اس کام کے کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب تک ان سب باتوں کو مدنظر نہ رکھا جائے کوئی کام کام نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اس کام کے ذریعہ کوئی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس جب ایک انسان کسی کام کے کرنے سے پہلے اس کے تینوں پہلوؤں کو سوچ لیتا ہے یعنی اس کے مقصد اور اس کے باعث اور اس کے نتیجے پر کافی غور کر لیتا ہے تو پھر اس میں اس کام کے کرنے کے لئے خاص شوق اور جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر ایسے کاموں کے نتائج بھی اچھے نکلتے ہیں لیکن اگر ان کو مدنظر نہ رکھا جائے اور کام کے کرنے سے

پہلے غور نہ کیا جائے تو نہ نتائج اچھے نکلتے ہیں اور نہ ہی اس کام سے سکھ یا آرام حاصل ہوتا ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص ایک کام کے مقصد سے واقف ہو۔ اس کے باعث سے خبردار ہو اور پھر کرنے پر اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ کام کرنے سے پہلے ان تینوں پہلوؤں پر خوب غور کرلے اور اگر وہ خوب غور کرلے گا اور پھر اس کام کو کرے گا تو نہ صرف جسمانی ثمرات ہی پائے گا بلکہ روحانی نتائج بھی حاصل کرلے گا۔ یہی حالت نکاح کی ہے۔ اس کے بھی تین پہلو ہیں۔ اگر ان تینوں پہلوؤں کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بابرکت اور مفید ہو سکتا ہے اور اس سے عمدہ نتائج اور ثمرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ نکاح کے موقع پر جو خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے اس کی غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ فریقین کو ان تین امور کی طرف توجہ دلائی جائے۔

یہ کوئی رسم نہیں کہ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے تعلقات قائم کردیئے جاتے ہیں ہماری جماعت کو اسے رسم نہیں سمجھنا چاہئے یہ اسلام کا حکم ہے اور اس میں خدا کی رضا ہے۔ رسم میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ اسے لوگوں نے خود قائم کرلیا ہوتا ہے لیکن نکاح لوگوں نے خود قائم نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس کے ذریعہ چند ذمہ داریاں لڑکے اور لڑکی پر عائد ہو جاتی ہیں جنہیں ان کو آئندہ زندگی میں نبھانا پڑتا ہے۔ دراصل یہ ایک مدرسہ ہوتا ہے جس میں نکاح کے ذریعہ ان کو داخل کیا جاتا ہے اور اگر وہ جانتے ہوں کہ ہمیں اس مدرسہ میں کیوں داخل کیا گیا ہے اور ہمارے اس داخل کئے جانے کا مقصد کیا ہے اور اگر اس کی ضرورت اور ذمہ داریوں سے آگاہ ہوں تو پھر وہ مقصد، وہ ضرورت اور ذمہ داریاں صحیح اور درست بھی ہوں تو اس کے نہایت عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور نکاح ایک بابرکت شے ہو جاتا ہے۔

اگر ایک شخص پہلے ہی نتائج پر اچھی طرح غور کرلے تو اس کے دو فائدے ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ اگر نتائج سامنے آجائیں تو ایک شخص اپنی ذمہ داریوں کو دیکھ لیتا ہے اور پھر اس سے وہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ کیا میں اس کام کو کرسکتا ہوں یا نہیں۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ کرسکتا ہے تو پھر اس کو برداشت کرلیتا ہے اور اگر مشکل بھی پیدا ہو تو اس سے گھبراتا نہیں۔ غرض ذمہ داریوں کا جاننا ہر کام میں اس قدر ضروری ہے کہ ایک شخص جب تک ذمہ داریوں کو نہ سمجھے تب تک وہ کسی کام کو کرہی نہیں سکتا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ نکاح کی غرض خشیت اللہ ہے اور یہ غرض دراصل ایک ذمہ داری ہوتی ہے جس کو اگر پہلے جان لیا جائے تو انسان اس مدرسہ میں

پڑتے ہی سیدھی راہ اختیار کرلیتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ ٢؎ کہ نکاح کے ساتھ تم مرد اور عورت دونوں کی طرف سے ایک دوسرے پر ذمہ داریاں آئیں گی اگر ان کو ادا نہ کرو گے تو علاوہ نقصان برداشت کرنے کے بد عہد کہلاؤ گے۔ پس چونکہ نکاح کے ساتھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور میاں بیوی سمجھتے ہیں یہ ادا کرنی پڑیں گی۔ ادھر وہ نکاح کے ذریعہ ان ذمہ داریوں کے لئے مشترک ہوجاتے ہیں تو وہ دونوں ایک مقصد کے لئے اکٹھے ہوجاتے ہیں اور اس عہد کی پابندی ان دونوں کو کرنی ہوتی ہے جو قُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو وہ ذمہ داریاں ہیں جو مرد کی طرف سے عورت پر اور عورت کی طرف سے مرد پر عائد ہوتی ہیں جس کے لئے وہ متحد اور مشترک کئے گئے ہیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی مذہب کی طرف سے بھی ذمہ داریاں آتی ہیں۔ ایک اولاد کی تربیت ہے اور شریعت کی طرف سے ذمہ داری ہے اس کے متعلق بتایا کہ اس میں سستی نہ کرنا اور ساتھ ہی اس کا نتیجہ بھی بتادیا کہ اگر سستی نہ کرو گے اور اولاد کی تربیت عمدہ طریق پر کرو گے تو فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ تم بامراد ہو جاؤ گے۔

یہ عظیم الشان نتائج اس سے پیدا ہوتے ہیں پس وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ ٣؎ کے مطابق ہر شخص کو چاہئے کہ وہ سوچ لے کہ میں نے اپنے ہر فعل اور ہر قول سے آنے والے اوقات کے لئے ایک سامان تیار کرنا ہے اور یہ غور کرے کہ ان سامانوں کا اثر اس کی ذات تک ہی نہیں اور نہ ہی یہ یہاں تک ختم ہوجائے گا بلکہ اس کا اثر اس کی ذات سے ہٹ کر دوسروں تک بھی پہنچے گا۔ اور اس زمانہ میں ختم نہیں ہوجائے گا بلکہ آئندہ آنے والے زمانہ تک بھی پہنچے گا اور اگر آج کے کئے ہوئے سامانوں سے وہ خود اور اس کی آنے والی نسل کامیاب ہوجائے تو فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ میں کیا شک رہ گیا۔

آئندہ جن لوگوں پر اثر پہنچتا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ حصہ اولاد کو ملتا ہے اور ایک شخص اگر خود نہیں تو اولاد کے ذریعہ نیک اثرات لوگوں کے قلوب پر ڈال سکتا ہے۔ پس اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری عمدہ اور نیک اولاد حاصل کرنا ہے اور اگر فی الواقع کسی کو عمدہ اور نیک اولاد مل جائے اور اس کی ذمہ داری کی ادائیگی سے جو تربیت کے متعلق اس پر

عائد ہے وہ عمدہ اور نیک بن جائے تو فی الواقع نکاح کے نتائج عمدہ اور ثمرات نیک پیدا ہو گئے اور اگر نہیں تو پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اس نے نکاح جیسے ضروری کام کو بغیر اس کا مقصد سوچے، بغیر اس کے باعث پر غور کئے اور بغیر اس کے نتائج اور ثمرات کو ذہن نشین کئے یونہی کر لیا تھا۔ اگر ایک شخص نیک اور عمدہ اولاد نہ چھوڑے اور اس کی اولاد بری ہو تو اس سے دشمن بھی پناہ مانگتا ہے۔

پس انسان کو چاہئے کہ ان سب امور کو پہلے سوچے اور ان پر اچھی طرح غور کرے اور پھر ان کو ہر وقت مدنظر رکھے تا کہ اس کے تمام کام موجب خوشی ہوں۔

(الفضل ۱۳- اپریل ۱۹۲۶ء صفحہ ۵)

[1] تاریخ کا تعین الفضل سے نہیں ہو سکا۔
[2] الاحزاب : ۷۱، ۷۲
[3] الحشر: ۱۹